نظامِ تعلیم میں یکسانیت کی ضرورت

حبیب الرحمٰن [[1]](#footnote-1)\*

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو ساری دنیا اور انسانیت کے لیے نبیﷺ بنا کر بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے جوآیات سب سے پہلے ان پر نازل فرمائیں وہ تعلیمی منہج کی اساس اور بنیاد قرار پائیں۔ لہٰذا یہ منہج اور طریقہ تعلیم کچھ مخصوص طبقات کے لیے خاص نہیں تھا کہ صرف مدارسِ دینیہ، جامعاتِ اسلامیہ ہی اس سے اپنی صلاحات اخذکریں اور نہ ہی اس کے برعکس عصری علوم کے داعی اپنا راستہ اس سے الگ کرکے کسی اور منہج کی پیروی کریں۔

آپﷺ کو دیا جانے والا نظامِ تعلیم پورے عالم اور پوری انسانیت کے لیے تھا پورے جزیرۃالعرب اور تمام براعظموں کے لیے تھا۔ لوگ اس زمانے میں بھی لکھتے پڑھتے تھے۔ لہٰذا رومی اور ساسانی مملکتوں میں علومِ عصری کے مراکز قائم تھے۔ اس دور میں فلسفہ، تاریخ، ہندی آداب کا ذخیرہ، ویدکی کتابیں نیز عہد قدیم وجدید کی تدوین بھی تھی۔ لیکن لوگ علم کے نام پر جاہلیت سیکھتے سکھاتے تھے۔ لہٰذا ان علوم سے انسانوں اور ان کے خالق کے مابین دوری پیدا ہو تی تھی۔لہٰذا پہلی ہی وحی نے آکر لوگوں کو ان کے خالق کا تعارف کروا کے اس سے تعلق پیدا کیا اور تمام انسانیت سے کہہ دیا کہ اپنے اس رب کے نام سے پڑ ھیے جس نے ساری کائنات کو وجود بخشا۔ (سورۃ العلق)

’’ہم جس نبیﷺ کی بات کررہے ہیں۔ اس کی بات بغیر آفافیت بغیر عالمیت اور بغیر گلوبلائزیشن کے ہو ہی نہیں سکتی‘‘۔

آپﷺ کو جو رحمۃ للعالمین کا لقب دیا جاتا ہے تو یہ اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ آپﷺ کا پیغام ونظام آفاقی تھا۔ جب ہم آپﷺ کے نظام تعلیم پر بات کریں تو ہمیں پوری دنیا کے ماحول کو سامنے رکھنا ہوگا اور ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ کیا اسلام کے نظامِ تعلیم کا یہ مقصد ہو سکتا ہے کہ چند علماء تیار ہو جائیں۔ جو صرف منبر ومحراب تک محدود ہوں کیا آپﷺ نے اپنی تعلیم وتربیت سے جو عظیم جماعت تیار کی تھی کیا ان کی تیاری صرف اس لیے ہوئی تھی کہ ہمارے منبر، ہماری محرابیں، ہماری خانقاہیں آباد رہیں اور چند ربانیین یہ کام سنبھال لیں ؟ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم آسمانوں، زمینوں اور ذرات وکواکب کو بھی پڑھیں ہم جمادات ونباتات وحیوانات وانسان کو بھی پڑھیں ہم یہ ساری چیزیں پڑھیں ہاں ہاں اس لیے کہ اللہ ہمیں یہ ساری چیزیں پڑھنے کا حکم دیتاہے۔ لہٰذا اسی کا ارشاد ہے ’’خلق لکم مافی الارض جمیعاً ‘‘’’جو کچھ زمین میں ہے اسے اس نے تمھارے لیے پیدا کیا ہے‘‘ (سورۃ بقرۃ، آیت29)تو ہم کیوں ’’مافی الارض‘‘ کی ملکیت سے اپنی ذات کو محروم رکھیں ہم کیوں اپنے ہاتھوں اپنی وراثت کسی اور کے ہاتھ پر بلا عوض رکھتے جائیں۔ ہمیں اپنی نسلوں کو ایسا نظامِ تعلیم دینا ہوگا جس میں یکسانیت ہو جہاں ہم نے ایسے رجال کار پیدا کرنے ہیں جو علوم نبوت کے ذیل میں قرآن واحادیث اور فقہی علوم کے وارث ہوں وہیں ہم نے کالجوں اور عصری علوم کے جامعات کو اغیار کے ہاتھوں کھیلنے کے لیے نظروں سے اوجھل نہیں کرنا کہ وہ کبھی سیکولرازم، کبھی الحاد اور کبھی زندقہ کی صورت میں ان پر پروار کرتے رہیں اور ہم ان کے کام کو اپنا راستہ نہ سمجھیں۔ لہٰذا یہ تفرقہ قابلِ نفرت ہے۔ جس نے علم دنیا اور علم آخرت کے مابین، علوم شرعیہ اور ٹیکنالوجی کے مابین تفرقہ ڈالا تو گویا وہ نبی ﷺ کی آفاقیت کا انکار کرنے والا ہے اس لیے کہ حضورﷺ کے دور سے مسلمان اس تفریق سے بالکل واقف نہیں تھے، بنوامیہ کا دور ہو، بنو عباس کا، ترکوں کا دور ہو یا مغلوں کا، قریباً تیرہ صدیوں تک یہ تفریق نہیں تھی اور مسلمان ایمانی نظام تعلیم اور الحادی نظام تعلیم کے مابین جوڑ وتفریق سے بالکل ناآشنا تھے۔ تو یہ تفرقہ انگریز نے پیدا کیا جس نے عسکری میدان میں غلبہ پا لینے کے بعد اس سے بھی بڑا وار امتِ مسلمہ پر اس تفرقے کی صورت میں کیا اور ناداں مسلمانوں نے اسے ہی اپنی کامیابی کا راستہ سمجھ لیا۔

حال آں کہ دو طرح کے نظام ہائے تعلیم امت میں تفرقہ کا سبب ہیں۔ لہٰذا یہ لازمی ہے کہ ہم اس تفریق کا خاتمہ کریں اور امتِ مسلمہ ایک یکساں نظام تعلیم کوتمام میدانوں میں اختیار کرے جہاں ہم ابنِ خلدون، شاطبی، بخاری، شاہ ولی، مجدد الف ثانی، ابنِ تیمیہ اور ابنِ ہیثم کو پڑھیں اور پڑھائیں وہیں ہم زہراوی، کندی، فارابی اور ابنِ سینا کو اور اپنے فلاسفہ کو بھی اپنا ہیرو سمجھیں تاکہ ہم در بدر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے اغیار سے مانگتے نہ پھریں۔

نیز یہ کہ ہم ایک عظیم میراث کے مالک ہیں اور یہ عظیم میراث کسی ایک مختصر سی چیز پر مشتمل نہیں بل کہ اپنے اندر بہت ہی زیادہ گہرائی اور وسعت کو سموئے ہوئے ہے جس میں اس امت کا شاندار ماضی، عظمت وجرأت کے واقعات، حقیقی اسلاف، اصلی ہیرو نے اور عظیم تاریخ شامل ہیں۔

لہٰذا ہمیں کسی طور پر کسی غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہیے ورنہ ہمیں اس غفلت اور کم ہمتی پر معاف نہیں کیا جائے گا کیوں کہ ہمارا کام دنیا کی امامت تھا، ہمارا کام دنیاکی سیادت تھا اور اس دین کو دنیا کے اور ادیان (نظاموں ) پر غالب کرنا تھا اور اگر ہم اس کے کسی ایک شعبے پر اکتفا کرتے ہوئے یہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم اپنے حصے کا کام کررہے ہیں

تو ہم خود کو اس منصب سے خود گرانے والے ہوں گے۔

لہٰذا میری درد مندانہ اپیل خاص طور پر ان رہبروں سے ہے جو کسی حوالے سے کسی تعلیمی ادارے یا تعلیمی پالیسی کا حصہ ہیں کہ وہ اس نہج پر امت کے نوجوانوں کی علمی آبیاری کریں تاکہ امت کو اس کی کھوئی ہوئی میراث پھر مل سکے۔

1. \* ریسرچ سکالر،ایم۔ فل اسلامک سٹڈیز، الحمد اسلامک یونی ورسٹی [↑](#footnote-ref-1)